بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

روزنامہ الفضل قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۳ | ۹ ماہ احسان ۱۳۲۴ ہش | ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۴ ھ | ۹ جون ۱۹۴۵ ء | نمبر ۱۳۵

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۸ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کے متعلق آج پونے ۸ بجے شام بذریعہ فون یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ آج خطبہ جمعہ حضور نے کوٹھی بیت الفضل میں خود پڑھا۔ اور شام کو سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اہلبیت اور باقی خدام بھی خیریت سے ہیں۔

قادیان ۸ ماہ احسان۔ آج خطبہ جمعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب امیر مقامی نے پڑھا۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت نزلہ اور سخت سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

آج صبح مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد مبارک کا ایک تبلیغی وفد مع فرسٹ ایڈ قادیان سے قریب کے ایک گاؤں ڈلہ گیا۔ اور چالیس مریضوں کو طبی امداد دی۔

پرسوں بروز اتوار سات بجے شام والی بال کے مقامی ٹورنمنٹ کا فائنل میچ ہوسٹل جامعہ احمدیہ کی

روزنامہ الفضل قادیان — ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۶۴ ھ

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

موت کی پروانہ کرنے اور دلیری وجرأت دکھانے کے دو وجوہ

فرمودہ ۳۰ مئی ۱۹۴۴ ء بعد نماز مغرب

مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

ہر چیز کا کوئی سبب ہوتا ہے

فرمایا۔ ہر ایک چیز جو دنیا میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے مگر بہت سے لوگ اس بات پر غور کرنے کے عادی نہیں ہوتے۔ کہ کوئی چیز کیوں پیدا ہوتی ہے۔ وہ صرف اس کے وجود کو دیکھتے ہیں۔ اور اسے دیکھ کر یا اسے پسند کر لیتے ہیں۔ اور اس کی خواہش کرتے ہیں۔ اور یا اسے ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن ان میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ کہ وہ اس چیز کا سبب دریافت کریں۔ اور پھر وہ ان ذرائع کے حصول کی جدوجہد کریں۔ جن سے وہ چیز مہیا ہوتی ہے۔ یا جن ذرائع کے نہ موجود ہونے کی وجہ سے وہ دنیا سے مفقود ہو جاتی ہے۔ ان اچھی چیزوں میں سے جو قوموں کو ترقی کی طرف لے جانے والی یا کسی قوم کے ایمان کا ثبوت مہیا کرنے والی ہوتی ہیں۔ ایک چیز موت کی پروانہ کرنا اور دلیری اور جرأت دکھانا بھی ہے۔ بعض قوموں میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ اور بعض قوموں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

دو قسم کے نظریے

واقعہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور ایک ہی قسم کے حالات میں سے دو قومیں گزر رہی ہوتی ہیں۔ مگر ایک کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو وہ موت سے نڈر ہوتی ہے۔ اور دوسری کو ہم دیکھتے ہیں۔ تو وہ موت سے سخت گھبرانے والی ہوتی ہے۔ حالانکہ دو ہی قسم کے نظریے ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ نظریہ ہو سکتا ہے۔ کہ موت کے بعد کوئی زندگی ہے۔ اور یا یہ نظریہ ہو سکتا ہے۔ کہ موت کے بعد کوئی زندگی نہیں۔ مگر ہم ان مختلف نظریات رکھنے والوں میں بھی اس بارہ میں فرق اور امتیاز پاتے ہیں۔ چنانچہ وہ قومیں جو مرنے کے بعد زندگی کی قائل ہیں۔ ان میں سے بھی ہم بعض کو بہادر پاتے ہیں۔ اور بعض کو بزدل پاتے ہیں۔ اور جو قومیں مرنے کے بعد کسی زندگی کی قائل نہیں۔ ان میں سے بھی بعض کو ہم بہادر پاتے ہیں اور بعض کو بزدل پاتے ہیں۔

فرق کیوں ہے؟

ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ فرق اور امتیاز جو ہمیں نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے کیوں قوم کے بعض افراد باوجود حیات بعد الموت کے قائل ہونے کے موت سے گھبراتے ہیں۔ اور کیوں دوسرے ویسا ہی ایمان رکھنے والے لوگ اپنی جانوں کو بے تحاشا قربان کرتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ بعد الموت کسی زندگی کے قائل نہیں۔ ان میں سے کیوں بعض لوگ بے تحاشا اپنی جانوں کو قربان کر دیتے ہیں۔ اور کیوں بعض لوگ اپنی جانوں کو قربان کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جان دینے کی محض ایک وجہ نہیں۔ اگر ایک ہی وجہ ہوتی۔ تو اگر وہ وجہ حیات بعد الموت کے قائلین میں پائی جاتی۔ تو حیات بعد الموت کے منکرین میں نہ پائی جاتی۔ یا اگر حیات بعد الموت کے منکرین میں نظر آتی۔ تو حیات بعد الموت پر ایمان رکھنے والوں میں موجود نہ ہوتی۔ مثلاً یہ ہو سکتا ہے۔ کہ بعض لوگ حیات بعد الموت پر ایمان رکھتے ہوں۔ مگر اس وجہ سے کہ انہوں نے اعمال صالحہ نہ کئے ہوں۔ اپنی موت سے گھبراتے ہوں۔ جیسے قرآن کریم میں یہود کے متعلق آتا ہے۔ کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ کی ایسی نافرمانیاں کی ہیں۔ کہ اب وہ اپنی موت سے گھبراتے ہیں۔ اور ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم مر گئے تو نہ معلوم ہمارے ساتھ کیا سلوک ہو۔ لیکن اگر صرف یہی وجہ بزدلی کی ہو۔ تو وہ قومیں جو حیات بعد الموت کی قائل ہی نہیں۔ کم از کم ان میں بزدلی نہیں ہونی چاہیئے۔ حالانکہ ان میں بھی بزدلی پائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد کی زندگی سے جو اثرات دل پر پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ بلکہ اور بھی کئی چیزیں ایسی ہیں۔ جن کی وجہ سے انسان بہادر یا بزدل ہو جاتا ہے۔

دو بڑی وجہیں

اس بزدلی یا بہادری کی اور بھی وجوہ ہیں مگر جہاں تک حالات اور واقعات کو دیکھ کر کوئی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ اس کی دو بڑی وجہیں ہیں۔ ایک تو وہ ہے۔ جس کو قرآن کریم نے کئی آیات میں بیان کیا ہے۔ کہ مومن کبھی موت سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وہ یقین رکھتا ہے۔ کہ ایک دن وہ اپنے رب سے ملنے والا ہے۔ پس چونکہ اسے لقاء الٰہی پر کامل یقین حاصل ہوتا ہے۔ وہ موت سے گھبراتا نہیں۔ بلکہ سمجھتا ہے۔ کہ لقاء الٰہی جو میری اصل غرض تھی۔ وہ اب مجھے حاصل ہونے والی ہے۔ اور میرا رب مجھ سے ملنے والا ہے۔ میں موت سے کیوں گھبراؤں۔ موت تو میرے لئے وصل یار کا ایک پیغام ہے۔ اور وصل یار کے پیغام پر کوئی شخص گھبرایا نہیں کرتا بلکہ خوش ہوا کرتا ہے۔ پس بہادری اور موت سے بے خوف ہونے کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے۔ جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے۔ اور عقل بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کوئی شخص کہدے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین ہو۔ اور اسے یہ بھی یقین ہو کہ مرنے میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ خدا کے لقاء کی نعمت اسے میسر

ایڈیٹر: غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

جائیگی تو یہ صاف بات ہے کہ وہ موت سے گھبرائیگا نہیں بلکہ کہیگا کہ اگر مر گئے تو کیا ہوا اس زندگی سے بہرحال اعلیٰ زندگی اللہ تعالےٰ دوسرے جہاں میں عطا فرمادیگا۔ اور اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو جائیگی۔ اسی طرح اُسے یہ بھی یقین حاصل ہوتا ہے کہ جو خدا میرے ساتھ اچھا سلوک کریگا۔ وہ میرے پسماندگان کو بھی کبھی ضائع نہیں کریگا اور اپنے فضل سے اُن کی پرورش کے غیب سے سامان پیدا کردیگا۔ یہ یقین اور ایمان ہے جس کے بعد ایک مومن کے لئے موت سے گھبرانے کی کوئی وجہ ہی نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کو ہم دیکھتے ہیں وہ موت سے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں گھبراتے تھے بلکہ سمجھتے تھے موت تو ایک پردہ ہے جسے ہٹا کر انسان دوسرے جہاں میں چلا جاتا ہے۔ وہ اس سے بچنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے تھے۔

کربلا کا واقعہ

مثلاً کربلا کا ہی واقعہ ہے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے میں مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شیعہ بھی اور سنی بھی اور بنو امیہ کی تائید کرنے والے اور غیر جانبدار مورخ بھی سب کے سب اسبات پر متفق ہیں۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو بچنے کے مواقع بہم پہنچائے گئے یہ بھی کوشش کی گئی کہ صلح ہو جائے اور خونریزی نہ ہو۔ اُدھر ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ صلح کو انسان ایسی صورت میں ہی ٹھکراتا ہے جب اُسے اپنی فتح کا یقین ہو مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ میں آنے کے بعد کوئی جتھا نہ تھا جس کی بناء پر وہ امید کر سکتے کہ میں جیت جاؤنگا مگر باوجود ان سب حالات کے اور باوجود اس کے کہ انہیں موقع دیا گیا تھا کہ وہ اگر بچنا چاہیں تو بچ جائیں انہوں نے لڑائی اختیار کی جس کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے موت کو اختیار کیا اور زندگی کو ترجیح نہ دی پھر موت بھی انہوں نے کیسی قبول کی۔ لڑائی میں تو سپاہی مرتے ہی ہیں مگر یہ وہ جنگ تھی جس میں ان کی فوج صرف ان کے بھائیوں اور بیٹوں اور بھتیجوں پر مشتمل تھی۔ اور پھر وہ قطعی اور یقینی طور پر یہ بھی سمجھتے تھے کہ ہم اس جنگ سے زندہ واپس نہیں جا سکتے آخر یہ لازمی بات ہے کہ جب ایک کثیر لشکر کے مقابلہ میں گنتی کے چند افراد کھڑے ہونگے۔ تو وہ اُن سے بچ نہیں سکینگے۔ یہی حال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے رشتہ داروں کا تھا۔ آپ بھی اور آپ کے بھائی بھی اور بیٹے بھی اور بھتیجے بھی سب کے سب سمجھتے تھے کہ ہم اس جنگ میں مرنے کے لئے آئے ہیں۔ زندہ واپس جانے کے لئے نہیں آئے چنانچہ باوجود اسکے کہ صلح کی پیشکش کی گئی انہوں نے صلح کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا اور پھر لڑائی کی اور سوائے ایک لڑکے کے جو پندرہ سولہ برس کا تھا اور جو اس وقت بیمار تھا اور جس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی سب کے سب اُس جنگ میں شہید ہو گئے۔ ہر ایک نے اپنی نسل کا تباہ ہونا منظور کر لیا مگر یہ پسند نہ کیا کہ وہ اس جنگ سے پیچھے ہٹے جو صداقت اور راستی کے قیام کے لئے لڑی جا رہی تھی۔ جنگ میں بعض دفعہ ایک شخص کو اگر یہ خیال آ جائے کہ میرے مرنے کے بعد میری بیوی بیوہ اور میرے بچے یتیم ہو جائینگے تو وہ یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہے کہ میرا بھائی موجود ہے۔ وہ میری اولاد کی خبرگیری کریگا۔ مگر یہاں ہر شخص ایسا تھا جسے یہ صاف طور پر دکھائی دے رہا تھا کہ اُسکے مرنے کے بعد اسکے بیوی بچوں کا سوائے خدا کے اور کوئی نگران نہیں کوئی پرسان حال نہیں۔ کوئی خبرگیری کرنیوالا نہیں یتیم ہی یتیم اور بیوائیں ہی بیوائیں پیچھے رہ جائینگی مگر باوجود ان دل ہلا دینے والے واقعات کے ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا آگے بڑھا اور اُس نے اپنی جان کو قربان کر دیا۔ ان میں سے ہر شخص جانتا تھا کہ میری بیوی کیلئے بیوگی اور بچوں کے لئے یتیمی ہے مگر اُسکے جسم پر لرزہ نہیں آتا تھا وہ دلیری سے آگے بڑھتا اور اپنے آپکو قربان کر دیتا یہاں تک کہ بعض روایات کے مطابق ستّر اور بعض روایات کے مطابق چالیس افراد تھے جو اہل بیت میں سے کام آئے یہ دلیری اور یہ جرأت اُن میں اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ انکو اپنی اخروی زندگی پر کامل یقین تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہمارا رب ہم سے اگلے جہان بہت بہتر سلوک کریگا۔ ایک ایسا شخص جو حیات اخروی کا قائل نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ مگر میں اس نقطہ نگاہ سے اسوقت یہ بات بیان نہیں کر رہا یہ نقطہ نگاہ کسی کے نزدیک صحیح ہو یا غلط یہ علیحدہ بات ہے۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ چونکہ انہیں یقین تھا کہ مرنیکے بعد ایک اور زندگی ہمارا استقبال کر رہی ہے جو موجودہ زندگی سے بدرجہا بہتر اور بہت زیادہ شاندار ہے اسلئے جسطرح بچے رسّی پر چھلانگ لگا کر کود جاتے ہیں اسیطرح ایک کے بعد دوسرا موت کی رسی پر کودتا چلا گیا اور اپنے پیچھے بیواؤں اور یتیموں کا انہوں نے ایک بہت بڑا قافلہ چھوڑ دیا۔ درحقیقت اسوقت صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں باقی رہ گئی تھیں بڑے آدمی جسقدر تھے وہ سب کے سب مارے گئے تھے سوائے حضرت زین العابدین کے جو اسوقت چھوٹی عمر کے بچے تھے۔

مرنے کے بعد کی زندگی پر کامل یقین کا نتیجہ

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی پر جب انسان کو کامل یقین حاصل ہو جائے تو موت اُسے کیسی [illegible] نظر آنے لگتی ہے۔

غربائ کے لئے غلہ کا انتظام

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

احباب اس وقت اپنے لئے غلہ کا انتظام کر رہے ہونگے اور زمیندار غلہ اٹھا رہے ہونگے۔ اس وقت انہیں قادیان کے ان غرباء کو نہیں بھولنا چاہئیے جو دیارِ حبیب میں تنگی کے ایام گزار رہے ہیں۔ ہمیں ان کیلئے اٹھارہ سو من غلہ یا پندرہ ہزار روپیہ چاہئیے۔ گزشتہ سال دوستوں نے غفلت سے کام لیا اور تین ہزار کے قریب قرض گزشتہ سال کا بھی ہم نے ادا کرنا ہے۔ گزشتہ سال دو سو من غلہ میں نے دیا تھا ایک سو من برادرم عبداللہ خان صاحب نے اور دو سو من عزیزم ملک عمر علی صاحب نے۔ کوئی سو من کے قریب غلہ ہمارے دوسرے رشتہ داروں نے دیا تھا کل چودہ سو من غلہ ہوا تھا جس میں سے پانچ سو من غلہ ہمارے خاندان نے دیا۔ گو ہمارے لئے یہ خوشی کا موجب ہو مگر باقی جماعت کے لئے یہ سخت ندامت اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ ایک خاندان کی امداد سے دگنا بھی باقی ساری جماعت نہ دے سکی۔ غرباء کا امن اور آرام ہی قوم کی زندگی کا نشان ہوتا ہے۔ جو لوگ اس طرف سے غافل ہوتے ہیں وہ اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس سال خصوصیت سے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہر خاندان اپنے سالانہ غلہ کا چالیسواں حصہ اس مد میں ادا کرے۔ اور امراء حسب توفیق زیادہ رقم دیں اور زمیندار اپنی کل گندم کی پیداوار کا ۱/۴۰ غرباء کے لئے ادا کریں امید ہے کہ جماعت اس دفعہ اپنی سابقہ غفلت کا بھی ازالہ کریگی۔ والسلام

خاکسار:۔ مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

اور کس طرح جرأت اور دلیری اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خدا سے زیادہ محبت کرنے والا اور خدا سے زیادہ حفاظت کرنے والا اور کوئی نہیں۔ جب میں اس پر توکل رکھتے ہوئے اپنی جان کو قربان کر رہا ہوں۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ میری اولاد کو ضائع کر دے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ وہی بیمار اور بے کس زین العابدین جو اکیلا باقی رہ گیا تھا۔ خدا نے اس کی نسل کو اس قدر بڑھایا۔ کہ آج چین کے کناروں سے یورپ کے کناروں تک کثرت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو اس کی اولاد کہلاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر سادات کی تعداد کو جمع کیا جائے۔ تو وہ کسی صورت میں بھی ایک کروڑ سے کم نہیں ہوگی۔ پھر دنیوی طور پر خدا تعالےٰ نے ان کو مال۔ بہت سے بھی کثیر حصہ دیا۔ چنانچہ باوجود اس کے کہ انہوں نے مال و متاع کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی۔ پھر بھی جب تک ان میں دین اور تقوےٰ باقی رہا۔ ان میں سے بادشاہ بھی بنے۔ وزرا بھی بنے۔ حکام بھی بنے۔ اور جب تک تقوےٰ ان میں زیادہ مقدار میں رہا۔ انہیں رزق طیب بھی ملتا رہا۔ یہ نہیں ہوا۔ کہ وہ محتاج ہو گئے ہوں۔ یا انہیں دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا پڑا ہو پھر ان کے دکھوں اور تکلیفوں میں خدا تعالےٰ نے ایسے طور پر ان کی مدد کی ہے۔ جو اپنے اندر معجزانہ رنگ رکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میں نے بارہا سنا ہے اور تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ کہ ہارون الرشید یا مامون کے زمانہ میں امام موسےٰ رضا قید تھے۔ اور حکام کی طرف سے ان پر سختی ہو رہی تھی۔ کہ ایک رات بادشاہ خود جیل خانہ کے اندر گیا۔ اور اس نے ان کی بیڑیاں کاٹ کر انہیں رہا کر دیا۔ اور کہا آپ مجھے معاف فرمائیں۔ مجھ سے سخت قصور ہوا۔ کہ میں نے آپ کو قید کر کے اذیت پہنچائی۔ وہ کہنے لگے بتاؤ کیا بات ہوئی۔ ہم سے تو یہ امید نہ تھی۔ کہ تم خود قید خانہ میں آکر بیڑیاں کاٹو گے۔ اور ساتھ ہی مجھ سے معافی طلب کرو گے۔ وہ کہنے لگا۔ بات یہ ہے کہ میں آج سو رہا تھا۔ کہ خواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ اسے ہارون الرشید مجھے اب صحیح یاد نہیں رہا۔ ہارون الرشید تھا یا اس کا بیٹا مامون بہرحال نام لے کر فرمانے لگے۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو بستر آرام پر لیٹا ہوا ہے۔ اور ہمارا بچہ قید خانہ میں سخت تکلیف کی حالت میں بیڑیوں میں بندھا پڑا ہے۔ اس خواب سے مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی۔ کہ میں سو نہیں سکا۔ اور میں نے فیصلہ کیا۔ کہ اسی وقت آپ کو رہا کر دوں۔ تو دیکھو یہ ایک نشان تھا جو اللہ تعالےٰ نے دکھایا۔ کہ وہ بادشاہ جو کسی کی طرح دوسرے کو مسل سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پر ایسا تصرف کر دیا۔ کہ وہ خود قید خانہ میں چل کر آیا۔ اور اس نے اپنے ہاتھوں سے بیڑیاں کاٹ کر امام موسےٰ رضا کو آزاد کیا۔

خدا کی راہ میں جان دینے والے

یہ حالات جو اس شخص کی اولاد کے ساتھ پیش آئے۔ جس نے ہزاروں کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اور اپنی تمام نسل کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا بتاتے ہیں۔ کہ جو لوگ خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی جانوں کو قربان کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی نسلوں کو فنا نہیں ہونے دیتا۔

حضرت موسےٰ کا واقعہ

حضرت موسےٰ علیہ السلام کے واقعہ پر ہی غور کرو۔ کجا یہ کہ فرعون نے حکم دے دیا کہ بنی اسرائیل کا کوئی بچہ زندہ نہ رہے۔ اور کجا یہ کہ تصرف الٰہی کے ماتحت اس نے خود اپنے گھر میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی پرورش کی۔ گویا وہی جس کی خاطر بچے مارے جاتے تھے۔ اسی فرعون کی چھاتیوں پر پڑھ کر موسےٰ بڑھا۔ اور آخر اسی موسےٰ کی مخالفت نے فرعون کو تباہ و برباد کر دیا۔ کیونکہ حضرت موسےٰ کی والدہ نے خدا تعالےٰ کی بات پر اعتبار کر کے اپنے بچے کو سمندر میں ڈال دیا تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ نے کئی قسم کی احتیاطوں کے ساتھ ان کو دریا میں ڈالا۔ مگر کون ہے جو اس سے سوگنا زیادہ احتیاط کر کے بھی اپنے بچے کو دریا میں پھینکنے کے لئے تیار ہو سکتی ہے۔ انہوں نے خدا کے حکم پورا کرنے کے لئے اس موت کو قبول کر لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا نے موسےٰ کو ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ وہ جس کے متعلق خطرہ تھا کہ دریا کی لہروں میں وہ کہیں غرق نہ ہو جائے۔ خدا اسے بچا کر فرعون کے گھر میں لے آیا۔ اور اسی کی روٹیاں کھا کر اور اسی کے گھر کا دودھ پی کر اور اسی کے کندھوں پر چڑھ چڑھ کر اس نے تربیت حاصل کی۔ اور آخر ایک دن وہ تمام بنی اسرائیل کو فرعون کے پنجہ سے بچا کر لے آیا۔ اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہو گیا۔

زندہ خدا پر یقین رکھنے والے موت سے نہیں ڈرتے

یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا تعالےٰ کی خاطر جو لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔ وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ بلکہ عزم غیب سے ایسے سامان پیدا کر دیئے جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں ان کا نام زندہ ہو جاتا ہے۔ اور ابدی حیات ان کو حاصل ہوتی ہے۔ پس وہ لوگ جو اس یقین پر قائم ہوتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا زندہ ہے۔ اور وہ نہ صرف اگلے جہان میں ہمارے لئے ہر قسم کے سامان راحت مہیا فرمائیگا۔ بلکہ اس جہان میں بھی ہمارے پسماندگان کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ ان کو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی موت سے نہیں ڈرا سکتی۔ وہ بہادر اور جری ہوتے ہیں۔ اور جان قربان کرنے سے کسی میدان میں بھی اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹاتے۔ یہ ایمان جتنا جتنا کسی شخص کے دل میں بڑھتا چلا جائے۔ اتنی ہی زیادہ اس میں جرأت اور دلیری پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ایک تو یہ لوگ ہیں جو موت سے نڈر ہوتے ہیں۔

حیات بعد الموت پر یقین نہ رکھنے والے بہادر

دوسرے وہ لوگ جو حیات بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ اگر بہادر اور دلیر ہوتے ہیں۔ اور اپنی جان قربان کرنے سے کبھی گھبراتے نہیں۔ تو ان کی دلیری کی وجوہ اور ہوتی ہیں۔ جیسے جرمن لوگ اس جنگ میں بے تحاشا اپنی جانوں کو قربان کرتے چلے گئے ہیں۔ اس کی یہ وجہ نہیں۔ کہ ان کو قیامت کے دن پر یقین ہے یا وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر مر گئے۔ تو جنت میں جائینگے۔ وہ نہ جنت کے قائل ہیں۔ نہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ نہ اخروی حیات کے قائل ہیں۔ نہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ایک زندہ خدا ہے۔ جو ان کے مرنے کے بعد ان کی نسلوں کی حفاظت کریگا۔ ان کے اندر اگر قربانی کا مادہ پایا جاتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اندر دو جذبات پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنی جان کی قربانی کو بالکل معمولی بات سمجھتے ہیں۔ اور بالعموم یہی دو جذبے ایسے ہوتے ہیں۔ جن کے ماتحت وہ لوگ جو حیات اخروی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ بھی جان کی قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔

نہایت بلند اور عالی مقصد

اول یہ کہ اتنا بلند اور عالی مقصد انسان کے سامنے آ جاتا ہے۔ کہ اس کے علو کو دیکھ کر انسانی آنکھ خیرہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس بات کی پروا نہیں کرتا۔ کہ میری قربانی کا میری ذات کو کوئی نفع پہنچیگا یا نہیں۔ وہ مقصد کی بلندی کی وجہ سے اپنی جان کو قربان کرنا بالکل معمولی بات سمجھتا ہے۔ گویا دنیوی لوگوں کی قربانی کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ اتنا عالی مقصد ان کے سامنے ہوتا ہے۔ کہ وہ اس بات کو سوچتے ہی نہیں۔ کہ ہماری قربانی کا نفع ہمیں پہنچیگا یا نہیں۔ وہ یہ سمجھ کر کہ اگر یہ بلند مقام ہماری قوم کو حاصل ہو گیا۔ تو یہ بڑی بات ہے۔ قربانی کی آگ میں اپنے آپ کو بلا دریغ جھونک دیتے ہیں۔ اور جان کی پروا ان کے دلوں سے بالکل مٹ جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم زندہ رہے تو اتنی بڑی چیز ہمیں مل جائیگی۔ جس کے مقابلہ میں ذاتی خطرہ کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا۔ اور اگر مر گئے۔ تو قوم ہماری قربانی سے ایک بلند مقام حاصل کر لیگی۔ اس وجہ سے وہ ذاتی خطرہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کیونکہ دونوں پہلو ان کے سامنے ہوتے ہیں موت بھی اور حصول مقصد بھی۔ اور چونکہ مقصد بہت بلند ہوتا ہے۔ اور موت یقینی نہیں

اس لئے ان کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں - اور وہ سمجھتے ہیں - کہ اگر سو میں سے ایک فیصدی بھی ہمارے بچنے کا احتمال ہے - تو پھر بھی ہمیں ننانوے فیصدی خطرات کو خوشی سے منظور کر لینا چاہیئے - اسکی ایسی ہی مثال ہے - جیسے کوئی کنگال فقیر جو بھوکا مر رہا ہو اُسے اگر کہا جائے کہ فلاں جگہ سے اگر تم چھلانگ لگاؤ تو گو موت کا بھی خطرہ ہے لیکن اگر تم بچ گئے تو تمہیں دس کروڑ روپیہ مل جائیگا - تو وہ اپنی موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریگا اور بلا دریغ چھلانگ لگا دیگا - اس خیال سے کہ ممکن ہے میں بچ جاؤں اور روپیہ حاصل کرلوں - تو بعض دفعہ مقصد اتنا بلند ہوتا ہے - کہ ننانوے فیصدی موت کے خطرات قبول کرنے کے لئے لوگ تیار ہوجاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے بچنے کا ایک فیصدی احتمال ہے - تب بھی مقصد اتنا بلند ہے - کہ ہمیں اس کے حصول کے لئے جانیں قربان کرنے سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے -

پسماندگان کے متعلق اطمینان

دوسری بڑی وجہ جس کو قرآن کریم نے بیان کیا ہے - اور جو درحقیقت بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے یہ ہے کہ جرأت اور دلیری اور موت سے بے خوفی اس وقت پیدا ہوتی ہے - جب مرنے والے کو یہ یقین ہو کہ میرے مرنے کے بعد میرے پسماندگان کو کوئی دکھ نہیں ہوگا اور وہ اسی طرح پرورش پائینگے جس طرح میری زندگی میں پرورش پاتے رہے ہیں - قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یتامیٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے - کہ وہ لوگ جو ان کی طرف توجہ نہیں کرتے انہیں یہ تو سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ خود مرجائیں اور اپنے بچوں کو یتیم چھوڑ جائیں اس رنگ میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے - کہ یتامیٰ کی پرورش اور ان کی نگہداشت ایک اہم ترین فرض ہے - لوگ اگر مرنے سے ڈرتے ہیں تو محض اس وجہ سے کہ وہ دیکھتے ہیں فلاں شخص مرگیا اور اس کے بچے دربدر بھیک مانگتے پھر رہے ہیں یا اُن بچوں کو کسی نے ملازم رکھ لیا ہے تو وہ بات بات پر اُن کو بوٹ سے ٹھوکریں مارتا اور اُن کے مونہہ پر تھپڑ رسید کرتا ہے - وہ روتے ہیں چیختے ہیں - چلاتے ہیں مگر ان کی آہ وزاری اس کے دل پر کوئی اثر نہیں کرتی - یہ حالات دیکھ کر وہ بھی موت سے گھبراتا ہے - سمجھتا ہے کہ اگر میں مرگیا تو میرے بچوں کے ساتھ بھی لوگ ایسا ہی سلوک کرینگے - لیکن اگر قومی کیریکٹر ایسا اعلیٰ درجہ کا بن جائے کہ جب کوئی شخص مرے تو اس کے بچوں کے متعلق ساری قوم میں ایک زبردست جذبۂ اخوت پیدا ہوجائے اور ہر شخص کہے کہ ان بچوں کو میرے سپرد کیا جائے میں اپنے بچوں کی طرح ان کی پرورش کرونگا - تو موت کا ڈر ہر شخص کے دل سے نکل جائے - اور وہ سمجھنے لگ جائے کہ اگر میں مرگیا تب بھی میری قوم کے افراد ایسے اچھے ہیں کہ وہ میرے بچوں کی میری طرح ہی خبرگیری کرینگے اور انہیں تھپڑوں اور بوٹ کی ٹھوکروں کا نشانہ نہیں بنائینگے -

یتامیٰ اور بیواؤں سے حسن سلوک

پس یتامیٰ کی خبرگیری اور بیواؤں سے حسن سلوک یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو قوم میں جرأت اور بہادری پیدا کر دیتی ہیں - اگر یہ چیز قوم میں موجود نہ ہو بلکہ اس کے برعکس اُس کے افراد کا نمونہ یہ ہو کہ وہ یتامیٰ کو رکھتے نہ ہوں مگر ملازم بنا کر بلکہ ملازموں سے بھی بدتر حالت میں - اور وہ ذرا ذرا سی بات پر ان کو تھپڑ مارنے کے لئے تیار ہوجاتے ہوں تو کون شخص ایسا ہے - جس کا مرنے کو دل چاہیگا ہر شخص ڈریگا - ہر شخص موت سے گھبرائیگا اور سمجھیگا کہ میری موت میرے بچوں کی موت ہے - میری موت میری بیوی کی موت ہے - میں مروں تو کس طرح اور جان دوں تو کیوں - پس ضروری ہے - کہ ساری قوم کا یہ کیریکٹر بن جائے کہ جب کوئی شخص فوت ہو تو یہ سوال نہ ہو کہ کون اس کے بچوں کی پرورش کریگا - بلکہ لوگ خود دوڑتے ہوئے جائیں اور اُن بچوں کو اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے گھروں میں لے آئیں اور اپنے بچوں کی طرح بلکہ اپنے بچوں سے بھی بڑھ کر ان سے محبت اور پیار اور نرمی اور شفقت کا سلوک کریں -

رسول کریم کے زمانہ کا واقعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا واقعہ ہے - ایک بچہ یتیم رہ گیا تو بعض صحابہؓ میں آپس میں لڑائی شروع ہوگئی ایک کہتا کہ میں اس کی پرورش کرونگا - اور دوسرا کہتا کہ میں اس کی پرورش کرونگا - آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ معاملہ پہنچا آپ نے فرمایا - بچہ سامنے کرو اور وہ جس کو پسند کرے اُس کے سپرد کردو -

آج کل کی حالت

مگر آج یہ حالت ہے - کہ اگر کوئی شخص مرنے لگتا ہے - تو اسے اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں سب سے بڑا فکر اور اضطراب یہی ہوتا ہے - کہ میرے بعد میری بیوی بچوں کا کیا بنیگا - کون ان کی پرورش کریگا - کون اُن کی نگہداشت کریگا - کون ان کی طرف محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھیگا اور جب وہ شخص مرجاتا ہے - اور اُس کے بچوں کی پرورش کا سوال سامنے آتا ہے - تو ایک شخص کہتا ہے - میرا دل تو چاہتا ہے کہ بچہ لے لوں مگر کیا کروں مجھ پر بوجھ بڑا ہے دوسرا کہتا ہے منشا تو میرا بھی یہی تھا مگر مشکلات بہت ہیں تیسرا کہتا ہے - میں بھی یہ ثواب حاصل کرنا چاہتا تھا مگر بہت مجبوری ہے - اس طرح ایک ایک کرکے ہر شخص اس بوجھ سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے لیکن صحابہؓ میں یہ بات نہیں تھی وہ بھاگتے نہیں تھے - بلکہ خوشی سے اس ثواب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے جب کسی قوم میں یہ جذبہ پیدا ہوجائے کہ وہ یتامیٰ ومساکین کی خبرگیری کرنے لگ جائے - اُن کا احترام افراد قوم کے دلوں میں پیدا ہوجائے ان کی پرورش میں انہیں سکون اور راحت حاصل ہو - اور وہ یتیموں کو ایسا ہی سمجھیں جیسے ان کے اپنے بچے ہیں - تو اس وقت ایمان کے بغیر بھی وہ قوم بہادر بن جاتی ہے - اور جب اس کے ساتھ کسی کو حیات بعد الموت پر ایمان حاصل ہو اور زندہ خدا پر توکل ہو - تو پھر تو یہ دو چیزیں مل کر اس کے دل کو ایسا مضبوط بنا دیتی ہیں - کہ موت کا ڈر اس کے قریب بھی نہیں آتا -

یورپین قوموں کی دلیری کی وجہ

یورپین قوموں میں اگر ہمیں دلیری نظر آتی ہے - تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے - کہ نوجوانوں کے اندر یہ احساس پایا جاتا ہے کہ اگر ہم مر گئے تو ہماری قوم یتامیٰ وبیوگان کی خبرگیری کریگی یہی وجہ ہے - کہ مرنے والا موت کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا وہ جاتا ہے - اور اپنی جان کو قربان کر دیتا ہے - ایمان اور چیز ہے اور وہ زیادہ تر انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے نبی پر تازہ بتازہ ایمان لانا نصیب ہو - مگر قومی کیریکٹر کی اس رنگ میں مضبوطی ایمان کے بغیر بھی افرادِ قوم کو بہادر اور نڈر بنا دیا کرتی ہے -

تبلیغ خاص

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بہت بڑے پیمانہ پر ہندوستان کے ہر والی ملک ہر رئیس ہر ممبر کونسل اور ہر لیڈر اور ہر وکیل اور بڑے بڑے زمینداروں جاگیرداروں پرسنز اور الفضل خطبہ جمعہ کے ذریعہ اتمام حجت احمدیت کے لئے کیا اور اس کا نتیجہ بھی ظاہر ہوا اس لئے حضور نے اسے جاری رکھنے کا فیصلہ فرمایا ہے - تبلیغ ہی اصل مقصد سلسلہ عالیہ کا ہے پس جن مبارک ہستیوں نے اسمیں پہلے سال چندہ دیا تھا وہ اور جنہوں نے نہیں دیا ہے - ان کی خدمت میں ان کے واجب الاطاعت امام علیہ السلام کی خواہش پہنچا دینا میرا فرض ہے جسے اس اعلان کے ذریعہ ادا کرتا ہوں - ہر احمدی جو اپنے امام کا دلدادہ ہے - اس کے لئے اظہار خواہش امام ہی کافی ہوتی ہے - اور اب تک ایسا ہی ثابت ہوا ہے - لہٰذا احباب بہت جلد اس مد میں چندہ دیں تاکہ یہ کام پھر جاری کیا جائے - ذوالفقار علی خان انچارج تبلیغ خاص

> " خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے - کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں "
>
> فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہندوستان اور انگلستان کو باہمی صلح کا پیغام

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کی آواز کی گونج انگلستان میں

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس احمدی مبلغ کا دو ورقہ عمائدین برطانیہ تک پہنچ گیا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۲ رجنوری کے خطبہ جمعہ میں ہندوستان اور انگلستان کو آپس میں صلح کی نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:-

"میں انگلستان کو نصیحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ خواہ میری نصیحت ہوا میں ہی اڑجائے...... ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میری ہوا میں اڑنے والی آواز کو بھی لوگوں کے کانوں تک پہنچا دے۔" (الفضل ۱۷ رجنوری ۴۵ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کے اخلاص سے بھرے ہوئے الفاظ کو ہوا میں نہ رہنے دیا۔ بلکہ اپنی جناب سے اس کے ان لوگوں کے کانوں تک پہنچانے کے سامان مہیا فرمائے۔ جن کے لئے وہ فرمائے گئے تھے۔ احباب جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے کس طرح سلسلہ کے ایک مخلص فرزند چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو توفیق بخشی۔ کہ چیتھم ہاؤس لنڈن سے ایسے رنگ اور ایسے موقع پر اپنے آقا کے الفاظ کو پیش کریں۔ کہ انگلستان اور ہندوستان کی نیوز ایجنسیاں اور پریس انہیں ہر شخص تک پہنچا دے۔

اس اشاعت کے بعد پھر بھی جماعت احمدیہ کی طرف سے یہ آواز انگلستان میں بلند کی جاتی رہی۔ انگلستان کے مؤقر اخبار ٹائمز کی ۱۰ رمارچ کی اشاعت میں جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس کا مکتوب گرامی شائع ہوا۔ جس میں انہوں نے تحریر فرمایا۔

"سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی اس تجویز کے بارہ میں کہ کرپس مشن کی ناکامی سے جو ہندوستان میں ڈیڈ لاک پیدا ہو گیا ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے فوری اقدام کرنا چاہیئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے بھی جن کی زیر ہدایت جماعت تمام ممکن ذرائع سے حکومت کو جنگ کے جاری رکھنے میں مدد دے رہی ہے۔ آپ نے ۱۲ رجنوری کے خطبہ میں یہی خیال ظاہر فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ دونوں ملکوں کے آئندہ مفاد کے پیش نظر یہ اشد ضروری ہے۔ کہ برطانیہ اور ہندوستان آپس میں صلح کرلیں۔ اور اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ مستقل دوستی کے رشتہ میں منسلک کرلیں۔"

پھر جناب مولوی شمس صاحب امام مسجد لنڈن نے کوشش فرمائی۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی نصیحت کو حضور کے الفاظ میں ہی عمائدین برطانیہ تک پہنچا دیں۔ چنانچہ جناب مولوی صاحب نے ماہ گذشتہ میں ایک دو ورقہ شائع فرمایا جس کا عنوان ہے:-

"انگلستان اور ہندوستان کو مخلصانہ اور بروقت نصیحت از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ"

یہ حضور کے ۱۲ رجنوری کے خطبے کے اقتباسات پر مشتمل ہے۔ جناب مولوی شمس صاحب نے یہ دو ورقہ حکومت برطانیہ کے وزراء اور چھ صد معزز اراکین دارالعوام اور دارالامراء کو بھجوایا۔ اکابرین برطانیہ نے اسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ان خطوط سے جو مولوی شمس صاحب کو موصول ہوئے۔ ذیل کے چند اقتباسات سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نصیحت کی وسیع اشاعت اور مفید اثرات کا اندازہ ہو سکے گا۔

۱۔ سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مکتوب اور دو ورقہ کے بھجوانے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جناب سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے پمفلٹ کا دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے اور اس میں مندرج دانشمندانہ نصیحت کو ملاحظہ فرمایا ہے۔"

۲۔ ارل لسٹوول پارلیمنٹری انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا رقمطراز ہیں:-

"آپ کے مرسلہ دو ورقہ کے لئے جو امام جماعت احمدیہ کی گراں قیمت نصیحت پر مشتمل ہے۔ اور جس سے میں نے دلچسپی سے استفادہ کیا ہے۔ بہت ممنون ہوں۔"

۳۔ سر جان وارڈ لاملن رکن پارلیمنٹ کے پرائیویٹ سیکرٹری تحریر کرتے ہیں:-

"...... انہوں نے دو ورقہ کا دلچسپی سے مطالعہ فرمایا ہے۔"

۴۔ الفرڈ بارنز رکن پارلیمنٹ لکھتے ہیں:-

"آپ کے دو ورقہ میں جن جذبات کا اظہار ہے۔ مجھے ان سے عمومی اتفاق ہے۔"

۵۔ لارڈ لنلتھگو سابق گورنر جنرل اور وائسرائے ہند دو ورقہ کے متعلق شکریہ ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں :"میں اسے ضرور پڑھونگا"

۶۔ سر پیٹرک ہینن رکن پارلیمنٹ رقمطراز ہیں:-

"میں آپ کا ازحد ممنون ہوں۔ کہ آپ نے ازراہ کرم مجھے اس دو ورقہ کا ایک نسخہ دیکھنے کا موقع بہم پہنچایا۔ میں مسرت کے ساتھ اس سے استفادہ کی امید رکھتا ہوں۔"

۷۔ فارن آفس میں یہ دو ورقہ جب پہنچا۔ مسٹر انتھنی ایڈن سان فرانسسکو کانفرنس میں شمولیت کے لئے تشریف لیجا چکے تھے۔ مسٹر ہنڈرسن لکھتے ہیں:-

"جب وہ واپس آئینگے تو میں انہیں دکھاؤنگا۔"

۸۔ بریگیڈیر الف میڈلیکاٹ سی۔ بی۔ ای۔ رکن پارلیمنٹ مکرم مولوی شمس صاحب کے مکتوب اور دو ورقہ کی وصولی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:-

"میں دو ورقہ کو توجہ سے پڑھ رہا ہوں۔"

۹۔ لارڈ رنکیلر لکھتے ہیں:-

"میں آپ کا بہت ہی ممنون ہوں۔ کہ آپ نے مجھے امام جماعت احمدیہ کی مطبوعہ تحریر بھجوائی ہے۔ میرے یہ کہنے کی حاجت نہیں۔ کہ مجھے ان کے اور آپ کے مقاصد سے ہمدردی ہے۔ مشکلات گو بڑی ہیں۔ تاہم امید واثق ہے۔ کہ سب کوشش کن اور دیرپا ہم آہنگی کے لئے روشنی حاصل ہو جائیگی۔"

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کس طرح سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی مسجد اقصیٰ کے منبر سے بلند کی ہوئی آواز ہزاروں میل کے فاصلہ پر سمندر پار جا پہنچی۔ اور سلطنت برطانیہ کے عمائدین نے اسکی طرف توجہ کی۔ خدا کرے۔ جلد انگلستان اور ہندوستان دونوں ایک دوسرے کی طرف عملاً بڑھیں۔ اور اپنے سابقہ اختلافات کو بھلا کر آپس میں مستقل سمجھوتہ کرلیں۔ آمین

احباب جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے امام ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس مبارک آواز کو۔ اس صلح کے پیغام کو دہراتے جائیں۔ اور دوہراتے جائیں۔ اس وقت تک کہ ہندوستان اور انگلستان دونوں افتراق کی خلیج کو پاٹتے ہوئے باہم گلے نہ آملیں۔

خاکسار مشتاق احمد دارالواقفین۔ قادیان

خدام اور قائدین مجالس خدام الاحمدیہ سے ضروری گذارش

جیسا کہ الفضل کے ذریعہ سے چند بار خدام سے یہ گذارش کی جا چکی ہے۔ کہ وہ بیعتیں جو خدام کے ذریعہ ہوں۔ اسکی اطلاع مجلس مرکزیہ خدام الاحمدیہ کو دیا کریں۔ تا ہمیں یہ معلوم ہو سکے۔ کہ جماعت کی موجودہ ترقی میں خدام کا کیا حصہ ہے۔ اور کتنے خدام ہیں۔ جو جماعت کی ترقی کی فکر رکھتے ہیں۔ اور ان ذمہ داریوں سے آگاہ ہیں۔ جو احمدیت کی طرف سے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ یہ بہت نازک دور ہے۔ جس سے ہم گذر رہے ہیں۔ دنیا میں ایک خلا پیدا ہو رہا ہے۔ جس کو اگر ہم نے پورا نہ کیا۔ تو پھر کوئی اور کفر کی نمائندہ طاقت اس میں جگہ لے لیگی۔ اور احمدیت کے قیام کا زمانہ پھر ایک عرصہ کے لئے ملتوی ہو جائیگا۔ حضرت امیر المؤمنین کے ارشادات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی منشا یہ ہے۔ کہ ہم آئندہ ہونے والی جنگ تک پورے استحکام اور قابل قدر طاقت و کثرت کے ساتھ دنیا میں قائم ہو جائیں۔ کیونکہ آئندہ جنگ کے بعد الٰہی منشا یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ احمدیت اپنی برکات کا ظہور کرے۔ حضرت امیر المؤمنین ایک گذشتہ خطبہ میں یہ فرما چکے ہیں۔ کہ کسی نظام کے قیام میں احمدیت کا حصہ لینا تبھی ممکن ہے۔ جبکہ ہماری اس قدر کثرت ہو جائے۔ کہ ہماری آواز دنیا میں وقعت رکھنے لگے۔ اور دنیا مجبور ہو جائے۔ کہ جب بھی ہماری طرف سے کوئی آواز بلند ہو۔ وہ اس کے سننے پر مجبور ہو۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ہمیں اپنی تبلیغی مساعی کو زیادہ سے زیادہ منظم کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ ([illegible] احمد مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

وصیت کی اہمیت اور اس کے فوائد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تعلیم کا نچوڑ اور خلاصہ "رسالہ الوصیت" کی صورت میں جماعت کو عطا فرما گئے ہیں۔ غور سے دیکھا جائے تو تمام اندرونی و بیرونی مخالفین کا رد اس میں آجاتا ہے۔ مثلاً حضور فرماتے ہیں "بیشک یہ انتظام منافقوں پر گراں گزرے گا اور اس سے ان کی پردہ دری ہوگی" (الوصیت)۔ اس ایک فقرے میں حضور نے تمام مذاہب اور خاص کر غیر مبائعین کے اعتراضات کو رد کر دیا ہے۔ بہشتی مقبرے کے متعلق حضور فرماتے ہیں "میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت ڈالے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو" (الوصیت) اس سے حضور نے ان بہشتی لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو اپنے صدق و وفا میں پورے اترے۔ گویا یہ وہ بزرگ ہیں جو امتحان الٰہی میں کامیاب رہنے والوں کے زمرے میں شمار ہوں گے۔

وصیت کی مزید اہمیت اس سے واضح ہے کہ مسلمانوں میں چونکہ قربانی کا مادہ بہت کم تھا۔ اور وہ دولت کے دلدادہ ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پائی کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا ۱/۱۰ سے ۱/۳ حصہ جائیداد خدمت دین کے لئے ادا کرے۔ اس طرح حضور نے اپنی جماعت کے لوگوں میں دنیا کی حرص کا مادہ ٹھنڈا کر دیا۔ اور قربانی کا جوش پیدا کر دیا۔

قرآن کریم میں آخری زمانہ کے متعلق آیا ہے کہ واذا الجنة ازلفت یعنی جبکہ جنت قریب کی جائے گی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کو کیا کیا قربانیاں کرنی پڑیں۔ ان کو یہ بتایا گیا کہ جنت تمہاری تلواروں کے نیچے ہے۔ اور وہ مردان خدا بھی ایسے جانباز نکلے کہ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا اور اسلام کی خاطر قربانی کے جانوروں کی طرح اپنا خون پیش کیا۔ وہ دیوانہ وار اس جنت کی طرف لپکے جس کا کہ انہیں وعدہ دیا گیا تھا۔

ہم کیا ہی خوش نصیب ہیں کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ہماری کمزوری بے سروسامانی اور محکومیت کی وجہ سے ہمارے ساتھ خاص رعایت کا سلوک کیا اور قرآن کریم کی آیت واذا الجنة ازلفت کے مطابق جنت کو ہمارے قریب کر دیا۔

ہم اپنی خوش بختی پر جتنا بھی شکر کریں کم ہے کہ خداوند کریم نے اپنے مسیح موعود کی زبان مبارک سے ہمکو یہ بشارت سنائی کہ ہر وہ احمدی جو احکام شرعیہ کا پابند ہوا۔ اور دین کی خاطر اپنے مال کے کم از کم ۱/۱۰ حصہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو اس کی یہ ادنیٰ سے ادنیٰ قربانی بھی خدائے غفور رحیم کے حضور قبولیت کا شرف حاصل کرے گی اور اس کے بدلے وہ سرخروئی کا تاج پہن کر جنت النعیم کا وارث قرار دیا جائے گا۔

پس وصیت ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے جس سے محروم رہنا انتہائی بدقسمتی ہے۔ کیونکہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت پر عمل پیرا ہوتا اپنے لئے باعث افتخار نہیں سمجھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو دوست وصیت کرتے ہیں خدا تعالیٰ کا غیبی ہاتھ ان میں ایسی تبدیلیاں کر دیتا ہے کہ وہ روحانیت کے اعلیٰ منازل طے کرتے ہوئے با خدا انسان بن جاتے ہیں۔ وہ اپنی اس غیر معمولی تبدیلی سے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ خود انہیں خبر نہیں ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے لئے سہارا بن کر ہر مشکل سے نجات دلاتی ہے۔ ان کے لئے فلاح و ترقی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ان کا ہر قدم صراط مستقیم پر پڑتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی خاص الخاص حکمتوں کے ماتحت وصیت کا نظام ایسا مستحکم و مؤثر ہے کہ قومی نظام ترقی میں بھی اسے بڑا دخل ہے۔ یہ الٰہی منشاء کے ماتحت قائم ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یہ مت خیال کرو کہ یہ دور از قیاس باتیں ہیں۔ بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے۔ جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہونگے۔ اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی۔ جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے ؟ بلکہ مجھے فکر یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کی وجہ سے ٹھوکر نہ کھائیں۔" (رسالہ الوصیت)

پھر فرماتے ہیں۔ "یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ اور وہ باہمی مشورے سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ خرچ کرینگے۔" (الوصیت) یہ کتنا عظیم الشان مقصد ہے ہم وصیت کر کے ایک طرف تو اپنے ایمان تازہ کر سکتے ہیں اور دوسری طرف اشاعت علم اور ترقی اسلام بھی کر سکتے ہیں۔ پس یہ سودا ہمارے لئے یقینی طور پر سستا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ نے وصیت کی اہمیت کا یوں ذکر فرمایا ہے "وصیت کا نظام ایسا نظام ہے جو خاص الہام کے ماتحت کیا گیا ہے۔ باقی امور ایسے ہیں۔ جو عام الہام کے ماتحت کئے گئے ہیں۔ مگر وصیت کا مسئلہ ایسا ہے جو خاص الہام کے ماتحت کیا گیا ہے۔ اور وصیت کا مسئلہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ایک عملی ثبوت ہے" (خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۲ مئی ۱۹۴۵ء)

پھر وصیت کا نظام ہمارے لئے ایک شاندار لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ ایسا لائحہ عمل جس کی نظیر دنیاوی نظام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اور یہ نظام ہماری اس زندگی میں بھی بہت ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے غریب طبقہ کے لوگ بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا بھی حق ہوگا۔ جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔" (شرط ۱۰ الوصیت)

کیا دنیا کا کوئی نظام ایسی پاکیزہ شرائط پیش کرتا ہے۔ جو غرباء اور مساکین کی پرورش بھی کرے اور دین اسلام کی اشاعت بھی اعلیٰ مقصد قرار دے۔ یہ نظام موجودہ زمانہ کے مختلف متمدن نظاموں کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہے۔ بلکہ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دنیا کے نظام خواہ بالشوزم ہو یا کمیونزم یا اور کوئی کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ انہوں نے تو انسانی حرص کو اتنا بھڑکا دیا۔ اور جنگ و جدال کی خوفناک تباہ کاریوں نے ان کی طاقت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ مگر اس کے برعکس وصیت کا نظام ملاحظہ ہو۔ حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔ "وہی مقصد جسے بالشوزم نے خون میں ہاتھ رنگ کر ادھورے طور پر پورا کرنے کی کوشش کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت و پیار سے اس مقصد کو زیادہ مکمل طور پر کر دیا ہے۔ بالشوزم آخر کیا کہتی ہے یہی کہ امیروں سے ان کی جائدادیں چھین لو تاکہ غریبوں پر خرچ کی جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہی جائیدادیں اسلامی منشاء کے مطابق اور اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق محبت و پیار سے لے لیں اور فرمایا کہ تم اپنی اپنی جائیدادوں کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ دو جو یتامیٰ اور مساکین پر خرچ کیا جائے گا اور اشاعت اسلام کا کام اسی سے لیا جائے گا۔" (نظام نو صفحہ ۱۰۱)

پس آؤ۔ ایسے عظیم الشان نظام میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ تا دنیا کے سامنے یہ حیرت انگیز نظام وصیت پیش کریں۔ جو زندگی کا اہم لائحہ عمل پیش کرتا ہے۔ اور جس پر اسلام کی بنیادیں مستحکم ہونی مقدر ہیں۔ وہ احباب جنہوں نے ابھی تک وصیت نہیں کی۔ اب ایک خاص جذبہ و جوش کے ماتحت وصیت کریں۔ اور اس کی حقیقت کو سمجھ کر اس کی دنیاوی اور روحانی برکات سے فیضیاب ہوں۔

خاکسار مسعود احمد متعلم تعلیم الاسلام کالج قادیان

چندہ تعلیم الاسلام کالج کی رقم کو بہرحال پورا کیا جائے

احباب جماعت احمدیہ نے اپنے پیارے امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر ان کے دور مصلح موعود میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے جو متواتر اور بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرنے کا نمونہ دکھلایا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ لیکن حیرانی ہے کہ باوجود اس کے حضور کے اس مبارک دور کی پہلی مالی تحریک جو حضور نے تعلیم الاسلام کالج کے لئے دو لاکھ روپیہ جمع کرنے کی فرمائی تھی اس میں سے ابھی تک صرف ۱۵۸۸۰۰/- روپے کے وعدے اور ۱۱۵۲۵ روپے نقد وصول ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو احباب نے اس تحریک کو دیگر تحریکات کی طرف متوجہ ہو جانے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا ہے یا اس کی اہمیت کو بخوبی نہیں سمجھا اس لئے پھر اس کی یاددہانی حضور کے ہی الفاظ میں کرائی جاتی ہے جو حضور نے آج سے ایک سال قبل اپنے ۲۶ مئی ۱۹۴۵ء کے خطبہ میں فرمائے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ "اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی جماعت کا بہت سا حصہ ایسا رہتا ہے۔ جس نے اس چندہ میں حصہ نہیں لیا۔ مگر اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جس رفتار سے اس تحریک میں حصہ لیا گیا ہے۔ وہ بہت ہی سست ہے ...... مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس قدر یہ ضروری امر ہے۔ اسیقدر جماعت نے اسکی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ اور اس کی طرف توجہ کرنے میں بہت بڑی سستی سے کام لیا ہے" لہذا اب احباب کو پورے جوش اور اخلاص کے ساتھ گزشتہ سستی کی تلافی کرنی چاہیئے تاکہ جلد یہ دو لاکھ کی رقم پوری ہو جائے

ناظر بیت المال

وصیّت

نوٹ :- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے ۔ سکرٹری بہشتی مقبرہ

نمبر ۸۴۵۴ منکہ شیخ عبدالرحمٰن ولد شیخ محمد عبداللہ صاحب قوم کھتری راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال ساکن حمزہ غوث سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے ۔ تنخواہ ماہوار /۸۲ روپے ہے علاوہ ازیں صابن فیکٹری بھی شروع کی ہے ۔ جو آمدنی ماہوار ہوگی ۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ العبد :- شیخ عبدالرحمٰن بی اے ایل ایل بی وکیل سیالکوٹ ۔

گواہ شد :- شیخ عبدالغنی آنریری انسپکٹر وصایا

گواہ شد :- اللہ دتہ سکرٹری مال سیالکوٹ

آپکو اولاد نرینہ کی خواہش ہے

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تحریر فرمودہ نسخہ جن عورتوں کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں ۔ ان کو شروع سے یہ دوائی

" فضل الٰہی "

دینے سے تندرست لڑکا پیدا ہوگا قیمت مکمل کورس سولہ روپے ۱۶ ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

پاگل پن کی دوا

وہ لوگ جو پاگل ہوگئے ہوں ۔ اور دماغ بالکل خراب ہوگیا ہو ۔ یہاں تک زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں ۔ ہر چیز پھینکتے ہوں ۔ ان کا علاج کیا ہوتا ہے ۔ وہ پاگل خانے میں بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ اور صدہا علاج کرنے سے بھی برسوں اچھے نہیں ہوتے ۔ ان کے والدین پاگل ہونے سے رنجیدہ خاطر رہتے ہوں ۔ میں بہت دور کے ساتھ آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ فوراً یہ دوا منگا کر استعمال کرا دیں **صحت** ہو جائے گی ۔ انشاء اللہ

— قیمت دس روپے —

نوٹ :- میں خدا کو حاضر وناظر جان کر لکھتا ہوں کہ یہ دوا حکمیہ فائدہ کرتی

مولوی حکیم ثابت علی (پنج زبان)
محمود نگر نمبر ۵ لکھنؤ

کشمیر کے بہاروں کی یاد تازہ کرنے والی اکسیر

ٹھنڈ

جس کی ایک ہی خوراک کے استعمال سے سخت گرمی میں بھی موسم سرما کا گلابی جاڑا لگنے لگتا ہے ۔ اور گرمی کے تمام عوارضات خلاً شدت پیاس ۔ قے متلی ۔ گھبراہٹ اور بے چینی وغیرہ اس طرح دور ہو جاتے ہیں جیسے کسی نے چھو منتر کر دیا ہو ۔ تھوڑے عرصہ کے لئے قیمت معہ محصول ڈاک /3 ہر مرض کی بہترین دوائی ملنے کا پتہ

امین ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

این ۔ ڈبلیو ۔ آر

سروس کمیشن لاہور

این ۔ ڈبلیو ۔ آر پر ہوائے فائربین کی ستیدرہ عارضی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امیدواروں کی طرف سے مقررہ فارم پر جو این ڈبلیو آر کے تمام بڑے بڑے سٹیشنوں پر ایک روپیہ قیمت پر حاصل کیا جا سکتا ہے ۲ جولائی ۴۵ء تک درخواستیں مطلوب ہیں ۔ ان میں سے چھ مسلمانوں کے لئے ۔ تین اینگلو انڈین اور ڈومی سائیلڈ یورپینوں کے لئے اور تین سکھوں پارسیوں اور ہندوستانی عیسائیوں کے لئے مخصوص ہیں ۔

تنخواہ :- مبلغ /۳۵ روپیہ ماہوار (زمانہ جنگ کے لئے) ۳۵-۲-۵۵-۲۰ کے سکیل میں ۔ معہ گرانی اور دیگر الاؤنسوں کے جواز روئے قواعد مل سکتے ہیں ۔ نیز رعایتی نرخوں پر راشن خریدنے کا بھی حق ہوگا ۔ اینگلو انڈین اور ڈومی سائیلڈ یورپینوں کو /۵۵ ماہوار تنخواہ اور الاؤنس ملیں گے

قابلیت :- میٹریکولیشن سیکنڈ ڈویژن (اگر میٹرک ڈویژنوں کے لحاظ سے نکلتے ہوں) جونیئر کیمبرج یا اس کے مساوی کوئی امتحان پاس کیا ہو ۔

عمر :- یکم اپریل ۴۵ء کو سولہ اور بیس سال کے درمیان ہونی چاہیئے ۔

تفاصیل کیلئے

سکرٹری کو اپنے ایڈریس لکھے ہوئے ٹکٹ چسپاں شدہ لفافہ کے ساتھ لکھیئے ۔

آپکے فائدہ کی بات !

جن احباب کی قیمت ۲۰ جون ۱۹۴۵ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتی ہے ۔ ان کے نام وی ۔ پی ارسال کئے جا رہے ہیں ۔ **ان کا فرض ہے** کہ جس طرح بھی ہو ۔ وی ۔ پی وصول کر لیں ۔ ایسا نہ ہو کہ انکار کر کے وہ جہاں الفضل کو مالی نقصان پہنچائیں ۔ وہاں خود بہت بڑے روحانی فوائد سے محروم ہو جائیں ۔ جو یہ پرچہ روزانہ ان تک پہنچاتا ہے ۔ (مینیجر)

مولوی محمد علی صاحب کیلئے بائیس ہزار روپیہ انعام

مولوی محمد علی صاحب کی گزشتہ سالہا سال کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو ربانی مجدد کے علاوہ مسیح موعود اور مہدی آخرالزمان اور نبی رسول مانتے رہے ہیں ۔ اور آپ کے منکروں کو کافر اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں ۔ مگر جب وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے کٹ کر غیر احمدیوں سے جا ملے ہیں ۔ اس وقت سے ان کی خوشنودی و مالی امداد حاصل کرنے کے لئے جان بوجھ کر ان کو دھوکہ دیتے ہیں کہ " حضرت مرزا صاحب مجدد تھے ۔ اور ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا ۔ وہ ہرگز نبی نہ تھے ۔ نہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا ۔ یہ صرف قادیانی فریق کا افتراء ہے "!

تو ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے یہی عقائد ابتداء میں تھے ۔ اور اب بھی یہی ہیں اور انہیں کو آپ صحیح سمجھتے ہو ۔ تو کیوں آپ ایک پبلک جلسہ میں اس کا حلفاً اظہار نہیں کرتے ۔ جس کے لئے ہم آپکو تین سال سے بائیس ہزار روپیہ کا چیلنج دے رہے ہیں ۔ اور پھر بار بار یاد بھی دلاتے رہتے ہیں حق کیا ہے ۔ وہ آپ اپنے دل میں خوب سمجھتے ہو ۔ اسی لئے تو حلف اٹھانے کی جرأت نہیں کرتے ۔ مگر یہ دورنگی کھیل کب تک کھیلتے رہو گے ۔ دیکھو خدا کے پاس جانے کے دن قریب آ رہے ہیں ۔ کچھ تو اس کا خوف کرو ۔

مولوی محمد علی صاحب کے ہمخیالوں کے لئے دو ہزار روپیہ انعام

جو اصحاب مولوی صاحب کے ہم خیال ہیں ۔ ان کو بھی دو ہزار روپے کے انعام کے ساتھ چیلنج دیا جاتا ہے کہ مولوی صاحب کو حلف کے لئے تیار کریں اور ہم سے دو ہزار روپیہ انعام لیں ۔ ہماری طرف سے جملہ ایک لاکھ روپے کے مختلف انعامات کا ایک رسالہ معہ شرائط حلف اُردو و انگریزی زبان میں شائع کیا گیا ہے ۔ صرف کارڈ آنے پر مفت روانہ کر دیا جاتا ہے ۔

عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

پیپر کنٹرول (اکانومی) آرڈر ۱۹۴۴ء

مزید رعایتیں

درسی کتابیں چھاپنے والے اب ۱۹۳۹ء کے خرچ کے ۷۰ فی صدی کی بجائے ۸۰ فی صدی کاغذ استعمال میں لا سکتے ہیں ۔ اور دوسرے لوگوں کو ۱۹۴۲ء کے ۴۰ فی صدی کی جگہ ۶۰ فی صدی تک کاغذ خرچ کرنے کی اجازت ہو گئی ہے ۔ چھاپہ خانوں کے لئے کم از کم حصہ رسد ۷۰۵ پونڈ فی سہ ماہی مقرر کیا گیا ہے ۔

اداروں کے علاوہ افراد کو بھی ۱۰ اپریل ۱۹۴۵ء سے پہلے جو رعایتیں دی گئی تھیں ان میں ۲۰ فی صدی کا اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ مگر یہ اضافہ " بنیادی سال " کے خرچ کے ۹۰ فی صدی سے زیادہ نہیں ہو سکتا ۔

گشتی مراسلات اور مال اور پیشوں کاروبار وغیرہ کے متعلق اشتہارات تقسیم کرنے کی بھی اب اجازت ہو گئی ہے ۔ اور ان کے لئے کل ۲۵ پونڈ ماہوار تک کاغذ استعمال ہو سکتا ہے مذہبی جنتریاں یا پنجانگ بھی اب شائع کئے جا سکتے ہیں ۔ سامان باندھنے اور لپیٹنے وغیرہ کے لئے " سٹرا بورڈ " کے استعمال پر جو پابندیاں تھیں وہ دور کر دی گئی ہیں

CONTROL

محکمہ انڈسٹریز اینڈ سول سپلائیز نئی دہلی نے شائع کیا

AAA 324

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ملیلا ۸ رجون۔ ٹوکیو ریڈیو نے ایک براڈکاسٹ تقریر میں جاپان کے مین لینڈ پر وسیع زمین دوز قلعوں اور سپلائی کے رقبہ جات کا ذکر کیا ہے۔ اور اعلان کیا ہے۔ کہ ان قلعوں سے زمین دوز جنگ کی ایک نئی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ بحر الکاہل کے جزیروں کی لڑائی کے عرصہ کے دوران میں جاپان کو ایک ناقابل شکست قلعہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ان قلعہ بندیوں کو ماہر ترین انجینئروں کی زیر نگرانی تیار کیا گیا ہے۔

لنڈن ۸ رجون۔ پارلیمنٹ میں مسٹر ایسٹلی اور دیگر لیبر ممبروں نے سوال دریافت کیا۔ کہ کیا ہندوستان کے متعلق اعلان کے بعد بحث کا جواب دیا جائیگا۔ مسٹر ایمری نے کہا۔ کہ یہ معاملہ ہاؤس کے لیڈر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

لنڈن ۸ رجون۔ حال ہی میں جنوبی فرانس سے شمالی فرانس کو شراب بہنچانے کے لئے چھ انچ قطر کی پائپ لائن دریا لوائر کے نیچے لگا دی گئی ہے۔ اسی قسم کی ایک اور پائپ لائن رود بار انگلستان کے نیچے لگانے کا فیصلہ کیا جا رہا ہے۔ تاکہ فرانسیسی شراب انگلستان پہنچائی جائے۔

لنڈن ۸ رجون۔ مسٹر ایمری نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ تین سال سے زیادہ عرصہ ہوا۔ ہم نے اس امر کو واضح کر دیا تھا۔ کہ جنگ کے بعد ہم ہندوستان کو برطانوی کامن ویلتھ کے اندر یا باہر مکمل آزادی دینے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ہندوستان کے بڑے بڑے عناصر ہندوستان کی آئندہ قومی زندگی کے متعلق کسی فیصلہ پر پہنچ جائیں۔ کہ آیا ہندوستان کا آئندہ ڈھانچہ سارے ہندوستان کے لئے ہونا چاہیئے۔ یا ہندوستان کی تقسیم کی شکل میں

لنڈن ۸ رجون۔ ہاؤس آف لارڈز کی لبرل پارٹی کے لیڈر لارڈ سموئیل نے ریڈیو پر اپنی انتخابی تقریر میں کہا۔ کہ برطانیہ کے سامنے بڑے بڑے کام پڑے ہیں۔ برطانوی کامن ویلتھ کے اندر ہندوستان کو مکمل ذمہ دارانہ گورنمنٹ دینی ہے۔ لبرل پارٹی کی پالیسی ہمیشہ یہ رہی ہے۔ کہ نو آبادیات کو آزادی دیکر کامن ویلتھ کو مضبوط بنایا جائے۔ ہم نے ہندوستان کے متعلق بھی اس پالیسی پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کنسرویٹو پارٹی نے رکاوٹ ڈال دی۔ جس کے نتائج بہت خطرناک ثابت ہوئے۔

نئی دہلی ۸ رجون۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے۔ کہ جاپان سے جنگ ختم ہونے کے بعد ہندوستان کی ایئر فورس کم از کم ۴ ہوائی دستوں اور دیگر ضروری عملہ پر مشتمل ہوگی۔ جنگ سے پہلے رائل انڈین ایئر فورس صرف ایک ہوائی سکوئڈرن پر مشتمل تھی

لنڈن ۸ رجون۔ جاپان کی لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے نائب وزیر جنگ لارڈ کرافٹ نے کہا۔ اس لڑائی کی نظیر تاریخ برطانیہ میں مل نہیں سکتی۔ جاپانی قوم جنگجو ہے اس کے نبرد آزماؤں کی تعداد نو کروڑ ہے۔ چین منچوریا۔ سیام۔ ہند چینی اور ولندیزی شرق الہند میں دس کروڑ کاریگر یا غلام جاپانیوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ جنگ یہاں سے چودہ ہزار میل دور لڑی جا رہی ہے وہ ہمارے مقابلے پر ایک ایسا دشمن ہے۔ جو وحشیانہ بیرحمی کا حامل تو ہے۔ مگر دلیرانہ اور بہادر بھی ہے۔

سان فرانسسکو ۸ رجون۔ ٹوکیو ریڈیو نے اعلان کیا ہے۔ کہ ٹوکیو موسیقار کی طرح اپنی راکھ سے پر و بال لیکر دوبارہ زندہ ہو رہا ہے۔

لاہور ۸ رجون۔ سونا ۷۶/- روپے۔ چاندی ۱۳۷/۱۲/- پونڈ ۵۱/- روپے امرت سر سونا ۷۸/۸/- روپے۔

پیرس ۸ رجون۔ اتحادی ہیڈ کوارٹروں سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ فرانس پر فوج کشی کے بعد جرمنی پر فتح پانے کے روز تک برطانیہ اور کینیڈا کے ۱۸۴۵۱۲ سپاہی ہلاک و زخمی ہوئے۔ ان میں ۳۹۵۹۹ ہلاک ۱۲۵۵۴۵ زخمی اور ۱۸۳۶۸ لاپتہ اسی عرصہ میں امریکہ کے ۵۱۴۵۳۴ سپاہی ہلاک و زخمی ہوئے۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔ ہلاک ۸۹۴۷۷ زخمی ۳۶۷۱۸۰ لاپتہ ۵۷۸۷۷۔

نیویارک ۸ رجون۔ امریکہ کے مشہور و معروف دولتمند البرٹ لانگ فورڈ اپنے خوشنما کمرے میں مردہ پائے گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی شخص نے انہیں گولی سے اڑا دیا ہے۔ یہ حادثہ بالکل عجیب ہے۔ کیونکہ مقتول کی بیوی دوسرے کمرہ میں موجود تھی۔ پولیس تحقیق کر رہی ہے۔

لنڈن ۸ رجون۔ کل نیویارک ریڈیو سے برلن میں دو دھماکوں کی تفاصیل بیان کرتے ہوئے انکشاف کیا گیا۔ کہ ان سے امریکی فوجی گورنمنٹ کے ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گئے۔ نیز ۱۵ امریکن اور جرمن ہلاک اور ۸۰ مجروح ہوئے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ اس عمارت میں جرمن طوفانی دستوں کا مرکز تھا۔ چند جرمن لاپتہ ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ملبے کے نیچے دب گئے ہیں۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ کل سویرے خاص جاپان میں ساڑھے چار سو امریکن بمباروں نے اوساکا پر جو حملہ کیا۔ اس کے متعلق جاپانیوں نے اعلان کیا ہے۔ کہ شمال اور مشرقی حصہ میں جگہ جگہ آگ بھڑک اٹھی ہے۔ اور اس کے بجھانے میں سخت دقت پیش آ رہی ہے۔ امریکن ہیڈ کوارٹر سے یہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ خاص جاپان اور دوسری جگہوں پر حملوں کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ اب امریکن ہوا باز دشمن کے ہوا بازوں سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں۔ اور جاپانی ہوا باز ہماری ہوائی طاقت کے سامنے ٹھیر نہیں سکتے۔ بات یہ ہے۔ کہ اچھے جاپانی ہوا باز مر چکے ہیں۔ گذشتہ چند مہینوں میں دشمن کے ۱۱۶۰۰ جہازوں کو ٹھکانے لگا دیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ جاپانی ایجنسی نے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ جاپان میں اب ایسی حکومت ہونی چاہیئے۔ جو صرف شہنشاہ کے حکم کے مطابق ہو۔ گذشتہ دو ماہ سے جاپان پر امریکن حملوں کا زور بڑھ رہا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جلد کوئی کارروائی کرنی چاہیئے۔

سان فرانسسکو ۸ رجون۔ ویٹو کے سوال پر جو الجھن پیدا ہو گئی تھی۔ وہ اب دور ہو گئی ہے۔ یالٹا کانفرنس میں ووٹنگ کے متعلق جو فیصلہ ہوا تھا۔ اس پر سمجھوتا ہو گیا ہے۔ فیصلہ ہوتے ہی سمجھوتہ کا اعلان کر دیا گیا۔ سیکرٹری آف سٹیٹ نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ کونسل جو بھی قدم اٹھائیگی۔ اس میں کونسل کے ممبروں کی ایک ہی رائے ہوگی۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ اوساکا پر بھاری امریکن بمباروں نے جو حملہ حال ہی میں کیا ہے۔ اس میں زیادہ تر اوساکا کے ہتھیار بنانے والے اور شہر کے مشرقی حصہ کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ ہتھیار گھر جاپان میں سب سے زیادہ ہتھیار بناتا ہے۔ جن ۴۵۰ امریکن جہازوں نے اس حملہ میں حصہ لیا تھا۔ ان میں سے صرف دو واپس نہ آئے۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ اوکی ناوا میں امریکن سمندری کنارے کے ساتھ ساتھ امریکن سپاہی اور آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور جاپانی دستوں پر برابر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ان کو صرف ۲۵ مربع میل میں دھکیل دیا ہے۔ جاپانی آخری قلعہ بند پہاڑی علاقہ میں سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ جنرل نمٹس کے ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اوکی ناوا کی مہم میں ۶۶ ہزار جاپانی کام آ چکے ہیں۔

واشنگٹن ۸ رجون۔ بھاری امریکن بمباروں نے فلپائن کے ہوائی اڈوں سے اڑ کر فارموسا پر پھر حملے کئے۔ سنگھائی اور انڈو چائنا کے ہوائی اڈوں کو بھی نشانہ بنایا۔

لنڈن ۸ رجون۔ ہندوستان پر بم گرانے والے غباروں کے ذریعہ حملہ کئے جانے کے متعلق برطانی ہوائی حلقوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ یہ حملے کبھی کامیاب ثابت نہیں ہو سکتے۔ اور یہ امر ناممکن ہے۔ کہ وہ ان غباروں کا رخ امریکہ کے سوا کسی اور طرف پھیر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے لئے غبارہ چھوڑتے وقت موزوں ہوا کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ برطانوی حلقوں کا خیال ہے۔ کہ امریکہ پر غباروں سے حملہ کو کوئی اہمیت نہیں دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ غبارہ کے ساتھ صرف ہلکے وزن کا بم رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور یہ اڑن بموں کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہیں۔

دہلی ۸ رجون۔ کل بعد دوپہر صفدر جنگ کے نزدیک موضع مبارک پور کوٹلہ میں خوفناک آگ لگ گئی۔ اس آگ نے تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو بے گھر کر دیا۔ نقصان کا اندازہ تقریباً دو لاکھ روپیہ لگایا جاتا ہے چیف فائر آفیسر کا بیان ہے۔ کہ دہلی میں اتنی خوفناک آگ کافی عرصہ کے بعد لگی۔ آگ لگتے ہی لوگ اپنے بچوں کو لے کر باہر نکل آئے۔ جانوروں کو بھی بچا لیا گیا۔ آگ بجھانے کی کوشش میں تقریباً ایک درجن اشخاص زخمی ہو گئے۔ چھ انجنوں نے چار گھنٹہ کی مسلسل کوشش کے بعد آگ بجھائی۔ ساری رات آگ کا ایک دھواں سا دکھائی دیتا رہا۔